# خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ کی حقیقت



تالیف: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

ترجمہ: عطاء الرحمن ضیاء اللہ

مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنیؔ

ناشر: دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد وتوعیۃ الجالیات، ربوہ۔ ریاض

مملکتِ سعودی عرب

# الواسطة بين الحق والخلق

## (باللغة الأردية)

تأليف: شيخ الإسلام ابن تيمية-رحمه الله-

ترجمة: عطاء الرحمن ضياء الله

مراجعة: شفيق الرحمن ضياء الله المدني

الناشر:






# فہرست مضامین

**نبذة مختصرة عن الكتاب:**

الواسطة بين الحق والخلق: رسالة صغيرة في حجمها كبيرة في معناها، مفيدة جدا في معرفة أنواع الوسائط والتوسل، والتوحيد والشرك وغيرها من مسائل العقيدة المهمة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تمہید

خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ کا موضوع بہت خطرناک ہے، جس سے اکثر مسلمان نابلد ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ ہم مشقِ ستم بنے ہوئے ہیں، اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس نصرت وحمایت اور تائید سے محروم ہوگئے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا، بشرطیکہ ہم اس کی طرف رجوع کریں اور اس کی شریعت کی اتباع کریں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

(وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ)

ترجمہ: ”ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔“[1]

(إِن تَنصُرُوا اللَّـهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ)

---

(1) [الروم:۴۷]

ترجمہ: ” اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔“ (2)

(وَلِلَّـهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ)

ترجمہ: ”عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے۔“ (3)

(وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ)

ترجمہ: ”تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایماندار رہو۔“ (4)

## خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ کو سمجھنے میں لوگ تین گروہوں میں منقسم ہیں:

---

(2) [محمد:۷]

(3) [المنافقون:۸]

(4) [آل عمران:۱۳۹]

ا۔ پہلا گروہ وہ ہے جنھوں نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صرف رسول ﷺ کو شریعت کی تعلیم دینے کے لیے واسطہ بنا کر بھیجا ہے، اور یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ یہ شریعت عوام کے لیے ہے، اور اسے علم ظاہر کا نام دینے لگے۔ اور اپنی عبادتوں میں اوہام وخرافات پر بھروسہ کر بیٹھے اور اسے علم باطن کا نام دیا، اور اسے ''کشف'' کے نام سے موسوم کیا، جو کہ حقیقت میں ابلیسی وسوسے اور شیطانی واسطے ہیں جو اسلام کے ادنیٰ ومعمولی اصولوں کے بھی مخالف ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا نعرہ ہے: ''میرے دل نے میرے رب سے حدیث بیان کی!! '' اس بارے میں وہ شریعت کے علماء کا مذاق اڑاتے ہیں، اور ان کے اندر یہ عیب نکالتے ہیں کہ وہ اپنے علم کو مردہ لوگوں سے مردہ لوگوں کے حوالے سے لیتے ہیں.. البتہ وہ لوگ علم کو براہ

راست (اللہ) حی قیوم سے لیتے ہیں! چنانچہ انہوں نے بہت سے لوگوں کو فتنہ وآزمائش میں ڈال دیا ہے اور انہیں گمراہ کر دیا ہے، اور ایسی ایسی شرعی خلاف ورزیاں کی ہیں جو ان کی کتابوں میں مدون ہے جن کی وجہ سے علما نے انہیں کافر گردانا ہے اور ان کے ارتداد کے سبب ان کا خون بہانا جائز قرار دیا ہے، اس لیے کہ انہوں نے نہ جانتے ہوئے یا تجاہل عارفانہ کے طور پر شریعت کے پہلے اصول کو ترک کر دیا ہے، اور وہ یہ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اس چیز کے ذریعہ کی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں فرمایا ہے وہ لا محالہ کافر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا)

ترجمہ: ''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں اور کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔'' (5)

اس طرح شیطان نے علم کی مخالفت کر کے اور اس کی روشنی کو بجھا کر ان کے لیے ان کے اعمال کو مزین کر دیا، اور وہ تاریکیوں میں چلنے لگے، اور اپنی خواہشات وخیالات کی طرف پھر گئے جس کے ذریعہ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، جبکہ ان کی حالت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کی ہے:

---

(5) [النساء:٦٥]

(قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا)

ترجمہ: " کہہ دیجئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟" (6)

یہ گروہ متعدد فرقوں اورراستوں(سلسلے)میں بٹا ہوا ہے جو صراط مستقیم سے دور ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف ہیں،وہ صراط جس پر اللہ تعالیٰ کا انعام واکرام ہے،ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے اور جو گمراہ ہیں۔ اور یہ تمام فرقے جہنمی ہیں جیسا کہ رسول ﷺ نے

(6) [الکہف:۱۰۳۔۱۰۵]

اپنے اس فرمان میں ذکر کیا ہے:(سَتَفْتَرِقُ أُمّتي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرقةً، ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَهِيَ : مَنْ كانَ عَلى مِثلِ مَا أنا عَليهِ وأَصْحَابِي)

"عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہو گا، اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو اس راستہ (منہج) پر قائم ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ قائم ہیں۔" (7)

۲۔ کچھ لوگوں نے اس واسطہ میں مبالغہ سے کام لیا ہے، اس کے سمجھنے میں غلطی کے شکار ہو گئے ہیں، اور اس میں وہ معنیٰ و مفہوم داخل کر دیا ہے جس کا وہ متحمل نہیں ہے، چنانچہ رسول ﷺ اور دیگر انبیا و صالحین کی ذات کو واسطے (وسیلے) بنا لیے ہیں، یہ

(7) (ابو داود، ترمذی وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

عقیدہ رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا ہے الا یہ کہ وہ ان واسطوں کے ذریعہ اس کے پاس آئیں، تاکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے لیے وسیلہ اور ذریعہ ہوں۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وہ اوصاف بیان کئے ہیں جسے ظالم وجابر بادشاہ بھی اپنے آپ کو متصف کروانا نہیں پسند کرتے ہیں جو اپنے دروازوں پر دربان مقرر کئے ہوتے ہیں اور ان کے پاس بغیر واسطہ کے کوئی شخص نہیں جا سکتا!

یہ اعتقاد کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:

(وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ)

ترجمہ: ”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“ (8)

یہ آیت کریمہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کے لیے واحد راستہ اس پر صحیح ایمان رکھنا، پھر اس کی شریعت کے مطابق اس کی عبادت کرنا ہے۔

اس آیت میں عبادت کو ایمان پر مقدم کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو عمل صالح کی خطورت اور سنگینی سے آگاہ کیا جائے اور یہ کہ وہ اللہ کی رضامندی سے سرفراز ہونے اور جنت کی سعادت

---

(8) [البقرة:١٨٦]

حاصل کرنے لیے ضروری شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واسطہ کا ذکر کیا ہے اور اس سے مراد فرمانبر داریاں اور نیکیاں ہیں،اور نیکیاں ہی وہ اکیلا واسطہ ہیں جو آپ کو اللہ سے قریب کر سکتی ہیں، آپ کے لیے رحمت کے دروازے کھول سکتی ہیں اور آپ کو اس کی جنت میں داخل کر سکتی ہیں:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّـهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ)

”اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔“ (9)

نیز اللہ تعالیٰ نے ان جاہلوں اور مغفل لوگوں کا مذاق اڑایا ہے جو

---

(9) [المائدۃ:۳۵]

اس کے نیک وصالح بندوں کو وسیلہ بناتے ہیں، حالانکہ وہ لوگ خود اس وسیلہ کے حاجتمند ہیں، یعنی طاعت وفرمانبرداری جو انہیں اللہ تعالیٰ سے قریب کردے، اور ان کے لیے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:(أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا)

" جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے

کی چیز ہی ہے۔" (10)

افسوس تو اس بات پر ہے کہ یہ غافل لوگ انہی واسطوں پر مکمل اعتماد و بھروسہ کر بیٹھے ہیں، جس نے انہیں اس بات پر آمادہ کر دیا کہ وہ نیک کاموں سے لاپرواہی کرتے ہیں اور حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں، یہی وہ چیز ہے جو مسلمانوں کے زوال اور شکست وریخت کا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھول گئے ہیں یا جان بوجھ کر بھلا دیئے ہیں، جس میں وہ اپنے رسول اور تمام اولاد آدم کے سردار کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّـهُ)

"آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا۔" (11)

---

(10) [الاسراء:۵۷]

(11) [الاعراف:۱۸۸]

نیز نبی ﷺ کا اپنی لخت جگر سے یہ فرمانا:

((يَا فَاطِمَةُ ! سَلِينِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتِ، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنْ اللهِ شَيْئًا))

"اے فاطمہ !میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو،(قیامت کے دن)اللہ کی پکڑ سے میں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔" (12)

نیز آپ ﷺ کا فرمان:"جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے..۔" (13)

اگر نصوص کے اندر انبیا و صالحین کی ذات سے توسل کے جائز نہ ہونے کی اس کے علاوہ اگر کوئی دلیل نہ ہوتی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کا وسیلہ پکڑا اور نبی

---

(12) (بخاری و مسلم)

(13) (مسلم)

ﷺ کی ذات کا وسیلہ نہیں پکڑا تو اس گروہ کی تردید کے لیے کافی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس موقع پر کتنی بہترین بات کہی ہے: "میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اس کے علاوہ کسی اور کے واسطہ سے کوئی چیز مانگی جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو قرآن وحدیث کی دعاؤں میں ان کے ذات کے توسل کا ذکر ہوتا ہے، لیکن قرآن وحدیث کے اندر ایک دعا بھی ایسی نہیں ہے جس میں کسی کی ذات کے توسل کا ذکر موجود ہو۔"

۳۔ کچھ مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے خالق اور مخلوق کے درمیان اس واسطہ سے یہ سمجھا ہے کہ وہ رسالت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور اس کی تعلیم وتربیت ہے، اور وہ اس

کے شان کی بلندی اور انسانیت کو اس کی ضرورت کے حد کو پہچانتے ہیں، لہٰذا انہوں نے شریعت کو اخذ کرنے اور وحی کے ذریعہ روشنی حاصل کرنے کے لیے رسول ﷺ کو بڑا وسیلہ اورواسطہ بنانے میں جلدی کی، چنانچہ وہ آپ کی سیرت اور سنت کو اسی طرح پڑھتے پڑھاتے ہیں جس طرح قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ہیں، اس سلسلے میں ان کا شعار اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

(يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّـهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّـهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ)

”اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول (ﷺ) آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔“ (14)

یہی وہ فرقۂ ناجیہ ہے جس کا سابقہ حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اور اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

رنج والم کی بات ہے کہ اس طائفہ کا راستہ کانٹوں اور رکاوٹوں سے بھرا ہوا ہے، اس لیے کہ صحیح اسلام اجنبی بن گیا ہے، اور مسلمانوں کی اکثریت اس سے دور ہو چکی ہے، اور اس کی بجائے وہ بدعات وخرافات اور اوہام کے شکار ہو گئے ہیں...

---

(14) [المائدة:١٥-١٦]

یہ مصیبت بہت پرانی ہے، اور اس بارے میں مصلحین کا دور بہت خطرناک ہے، عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"ہم ایک ایسے معاملہ سے نبٹ رہے ہیں جس پر صرف اللہ تعالیٰ ہی مدد کر سکتا ہے، اس راہ میں بوڑھے ختم ہو چکے، بچے جوان ہو گئے اور دیہاتی ہجرت کر گئے، لوگ اسے دین سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک دین نہیں ہے "!

یہ کوئی نئ چیز نہیں ہے، نبی ﷺ دین کی اجنبیت کی خبر پہلے ہی دے چکے ہیں:

(بَدَأَ الإِسْلاَمُ غَرِيباً، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيباً، فَطُوبىٰ لِلْغُرَبَاءِ) "اسلام کی ابتدا اجنبیت کی حالت (چند اور تھوڑے لوگوں) سے ہوئی ہے، اور عنقریب وہ اسی اجنبیت کی حالت پر

لوٹ آئے گا (یعنی اس کے ماننے والے تھوڑے ہو جائیں گے ) تو ایسے تھوڑے لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔" [15]

احمد اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے: "دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! غرباء کون لوگ ہیں؟ فرمایا: قبائل میں سے کچھ تھوڑے لوگ۔" [16]

---

(15) اس حدیث کو امام مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے

(16) اس حدیث کا تذکرہ محمود مہدی حفظہ اللہ کے تحقیق کردہ نسخہ میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ایک روایت میں ہے جسے امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے: ”ان غرباء کے لیے خوشخبری ہے جو میری اس سنت کی اصلاح کریں گے جسے لوگوں نے برباد کر دیا ہو گا۔“ (17)

اور مسند احمد کی ایک صحیح روایت میں ہے: جب رسول ﷺ سے غرباء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا: ”بہت سے برے لوگوں کی بیچ کچھ نیک و صالح لوگ ہیں، ان کی نافرمانی کرنے والے ان کی بات ماننے والوں سے زیادہ ہوں گے۔“

لہٰذا اس گروہ کو اصلاح کے راستوں میں کام کرنا چاہئیے اور تگ و دو کرنا چاہئیے، اور اپنے ہاتھوں میں تجدید کا مشعل اٹھانا چاہئیے

---

(17) اس حدیث کا تذکرہ محمود مہدی حفظہ اللہ کے تحقیق کردہ نسخہ میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔
محمود مہدی استنبالوی حفظہ اللہ کے نسخہ میں ہے: (طوبی للغرباء الذین یصلحون إذا فسد الناس) یعنی ان لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جو لوگوں کے بگڑ جانے کے وقت ان کی اصلاح کریں گے“۔ (اسے ابو عمرو الدانی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے) ش۔ ر

تاکہ مسلمان بیدار ہوں اور صحیح اسلام کی طرف لوٹ آئیں، اور تخریب پسندوں اور مخالفین سے ہمیں وہی بات کہنی چاہئے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے ساتھیوں سے کہی ہے:

(وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّـهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّـهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ)

"آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھیں جبکہ اسی نے ہمیں ہماری راہیں سمجھائی ہیں۔ واللہ جو ایذائیں تم ہمیں دو گے ہم ان پر صبر ہی کریں گے۔ توکل کرنے والوں کو یہی لائق ہے کہ اللہ ہی پر توکل کریں۔" (18)

---

(18) [ابراہیم:۱۲]

اب ہم آپ کے سامنے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک گرانقدر رسالہ پیش کر رہے ہیں، جس میں آپ نے اس واسطہ کی بہترین تشریح وتوضیح فرمائی ہے، جو اس بات کے قابل ہے کہ اسے سنہرے حروف سے لکھا جائے، اور مسلمان اسے غور وتدبر سے پڑھیں؛ تاکہ وہ اپنی نیند سے بیدار ہوں اور قوت وطاقت، نصرت وتائید اور عظمت وبلندی کے اسباب کو اختیار کریں۔ انبیاء وصالحین کی قبروں ومزاروں پر ناک رگڑنا چھوڑ دیں، اور ذلت ورسوائی اور عاجزی وانکساری کے ساتھ ان کی چوکھٹ کا گرد چاٹنے سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد معلم الخیر، وعلی آلہ وصحبہ وسلم.

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

محمود مہدی استانبولی (صاحب کتاب تحفۃ العروس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(قُلِ الْحَمْدُ لِلَّـهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّـهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ)

ترجمہ: ''تو کہہ دے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔'' (19)

یہ رسالہ ایک ایسے مسئلہ کی وضاحت سے متعلق ہے جس کے بارے میں دو آدمیوں کے مابین مناظرہ ہوا، چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: ہمارے اور اللہ کے درمیان ہمارے لئے ایک واسطہ کا ہونا ضروری ہے؛ کیونکہ اس کے بغیر ہم اللہ تک رسائی نہیں حاصل کرسکتے۔

---

(19) [النمل:۵۹]

## [انبیاورسل دین کی تبلیغ کاواسطہ ہیں]

جواب: الحمد للہ رب العالمین . اگر اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ کسی ایسے واسطہ کا ہونا ضروری ہے جو ہمیں اللہ کے حکم کی تبلیغ کرے تو یہ بر حق ہے؛ کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا اور اس سے راضی وخوش ہوتا ہے، اور جس چیز کا اس نے حکم دیا ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے، اور اپنے اولیا کے لئے جو عزت وتکریم تیار کر رکھا ہے اور اپنے دشمنوں سے جس عذاب کا وعدہ کیا ہے، مخلوق ان سب کا علم نہیں رکھتی ہے، نیز اللہ تعالیٰ اپنے جن اسماے حسنیٰ اور عمدہ واعلی صفات کا مستحق وسزاوار ہے کہ جن کی معرفت سے عقلیں قاصر وعاجز ہیں اور اس کے مثل دیگر چیزیں، ان کی معرفت وجانکاری مخلوق کو ان رسولوں کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے پاس

بھیجا ہے۔

پس رسولوں پر ایمان رکھنے والے اور ان کی اتباع و پیروی کرنے والے لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی قربت سے سرفراز کرتا ہے، ان کے درجات کو بلند کرتا ہے اور دنیاوآخرت میں انہیں عزت و تکریم سے نوازتا ہے۔

رہے رسولوں کی مخالفت کرنے والے تو وہ لوگ ملعون ہیں اور اپنے رب سے بھٹکے ہوئے اور اوٹ میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي ۙ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ)

”اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس پیغمبر آئیں جو تم ہی میں سے

ہوں جو میرے احکام تم سے بیان کریں تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو لوگ ہمارے ان احکام کو جھٹلائیں اور ان سے تکبر کریں وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔" (20)

اور فرمایا:

(فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًاقَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ)

"اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت پہنچے تو

---

(20) [الاعراف:۳۵۔۳۶]

جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا۔ اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا، تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔" (21)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے اور اس کے اندر جو کچھ احکام ہیں ان پر عمل کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ وہ دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور نہ ہی آخرت میں بدبخت (نامراد و محروم) ہوگا۔"

---

(21) [طہ: ۱۲۳۔۱۲۶]

اور اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے بارے میں فرمایا:

(كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّـهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ)

"جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا۔ تم بہت گمراہی میں ہی ہو۔" (22)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ

(22) [الملک:۸۔۹]

مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ)

"کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے، اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔" (23)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(23) [الزمر:۷۱]

(وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ)

”اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں پھر جو ایمان لائے اور درستی کرلے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلائیں ان کو عذاب پہنچے گا بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کرتے ہیں۔“ (24)

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ

---

(24) [الانعام:۴۸۔۴۹]

وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ‎ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّـهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّـهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ)

"یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی، اور ہم نے وحی کی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ ، ایوب ، یونس ،ہارون اور سلیمان (علیہما السلام) کی طرف۔ اور ہم نے داود (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی۔ اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسولوں کے (حالات بیان) نہیں کیے اور موسی (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا۔ ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے

والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالی پر نہ رہ جائے۔" (25)

اس مفہوم کی آیتیں قرآن کریم میں بہت زیادہ ہیں۔

اس پر تمام اہل ملت مسلمانوں، یہودیوں اور نصاریٰ کا اتفاق ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مابین واسطے کو ثابت کرتے ہیں، اور وہ واسطے رسول اور پیغمبر ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف سے اس کے حکم اور خبر کی تبلیغ کی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:(اللَّـهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ) "فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ ہی چن لیتا ہے۔" (26)

---

(25) [النساء:١٦٣۔١٦٥]

(26) [الحج:٧٥]

اور جس شخص نے ان واسطوں کا انکار کیا وہ تمام اہل ملت کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے۔

وہ سورتیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مکہ میں نازل فرمائی ہیں، مثلاً سورۂ انعام اوراعراف اور (الر)،(حم) اور(طسم) والی سورتیں وغیرہ ، وہ دین کے اصول جیسے کہ اللہ پر، اس کے رسولوں پر اوریوم آخرت پر ایمان لانے پر مشتمل ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے قصوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک وبرباد کر دیا اور اپنے رسولوں اور اہل ایمان کی مدد کی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ)

”اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لیے صادر ہو چکا ہے کہ یقیناً وہ ہی مدد کیے جائیں گے۔ اور ہمارا ہی لشکر غالب (اور برتر) رہے گا۔“ (27)

اور فرمایا: (إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ)

”یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔“ (28)

چنانچہ ان واسطوں (یعنی رسولوں ) کی اطاعت، پیروی اور اقتدا کی جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّـهِ)

---

(27) [الصافات:۱۷۱-۱۷۳]

(28) [المؤمنون (غافر) :۵۱]

”ہم نے ہر رسول کو صرف اسی لئے بھیجا کہ اللہ تعالی کے حکم سے اس کی فرماں برداری کی جائے۔“ (29)

اور فرمایا: (مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّـهَ)

اس رسول (ﷺ) کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی۔“ (30)

نیز فرمایا: (إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّـهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّـهُ)

”کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا۔“ (31)

اور فرمایا:

---

(29) [النساء:۶۴]

(30) [النساء:۸۰]

(31) [آل عمران:۳۱]

(فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ)

"سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"
(32)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّـهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّـهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّـهَ كَثِيرًا)

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر

(32) [الاعراف:۱۵۷]

اس شخص کے لیے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتاہے اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے۔" [33]

## [رسول ﷺ کسی کو نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے]

اور اگر واسطہ سے اس کی مراد یہ ہو کہ منافع کے حصول اور نقصانات کے ازالہ کے لئے واسطہ کا ہونا ضروری ہے، مثلاً بندوں کی روزی، ان کی مدد و نصرت اور ہدایت ور ہنمائی کے لئے ایک واسطہ کا ہونا ضروری ہے جس سے وہ ان چیزوں کا سوال کریں اور اس سلسلے میں اس کی طرف رجوع کریں، تو یہ عظیم ترین شرک میں سے ہے جس کی بناپر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو کافر قرار دیا ہے؛ کیونکہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اولیا اور سفارشی بنالیا تھا جن کے واسطے سے منافع

(33) [الاحزاب:۲۱]

کے حصول اور نقصانات کے ازالہ کا سوال کرتے تھے۔

لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت دیدے اسی کے لئے شفاعت برحق ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(اللَّـهُ الَّذِى خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ)

”اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا، تمہارے لیے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں۔ کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟“ (34)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(34) [ السجدۃ:۴]

(وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ)

”اوراس قرآن کے ذریعہ ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے کہ اللہ کے سوانہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا۔“ (35)

اور فرمایا:

(وَذَكِّرْ بِهِ أَن تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّـهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ)

”اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتے رہیں تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب (اس طرح) نہ پھنس جائے کہ

---

(35) [الانعام:۵۱]

کوئی غیر اللہ اس کا نہ مدد گار ہو اور نہ سفارشی۔" (36)

اور اللہ سبحانہ نے فرمایا:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے تکلیف کو دور کرسکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ

---

(36) [الانعام:۷۰]

رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔" (37)

اور فرمایا:(قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّـهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍوَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ )

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ

---

(37) [الاسراء:۵۶،۵۷]

کا مددگار ہے۔ شفاعت (سفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لیے اجازت ہو جائے۔" (38)

سلف کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ: کچھ لوگ مسیحؑ، عزیرؑ اور فرشتوں کو پکارتے تھے، تو اللہ نے ان کے سامنے یہ واضح کر دیا کہ فرشتے اور انبیاء نہ تو ان سے کسی مصیبت کو دور کر سکتے ہیں اور نہ اسے بدل سکتے ہیں، اور وہ بذات خود اللہ تعالیٰ کی قربت تلاش کرتے ہیں، اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّـهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّـهِ وَلَـٰكِن

---

(38) [سبا: ۲۲-۲۳]

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ)

"کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت دے، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ، تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔" (39)

---

(39) [آل عمران:۷۹،۸۰]

چنانچہ اللہ سبحانہ نے اس بات کی وضاحت کردی کہ فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانا کفر ہے۔

لہٰذا جو شخص فرشتوں اور انبیاء کو واسطہ بنا کر انہیں پکارتا ہے، ان پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے اور ان سے منافع کے حصول اور نقصانات کے ازالہ کا سوال کرتا ہے، مثلاً ان سے گناہوں کی بخشش، دلوں کی ہدایت، مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرنے اور فقر و محتاجگی کو ختم کرنے کا سوال کرتا ہے، تو اس کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَـٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَـٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ)

”(مشرک لوگ) کہتے ہیں کہ رحمن اولادوالا ہے (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کار بند ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی بھی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں لائق عبادت ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں، ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔“ (40)

اور فرمایا:

(لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّـهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ

(40) [الانبیاء:٢٦-٢٩]

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا)

”مسیح (علیہ السلام) کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ وعار یا تکبر وانکار ہر گز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ مقرب فرشتوں کو، اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تکبر وانکار کرے، اللہ تعالی ان سب کو اکٹھا اپنی طرف جمع کرے گا۔“ (41)

اور فرمایا:

(وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَـٰنُ وَلَدًا لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَـٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَـٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَـٰنِ عَبْدًا لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا)

---

(41) [النساء:۱۷۲]

”ان کا قول ہے کہ اللہ رحمن نے بھی اولاد اختیار کی ہے۔ یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے۔ رحمن کی شان کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔ آسمان وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ ان سب کو گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔“ (42)

اور فرمایا: (وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَـٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّـهِ ۚ قُلْ

(42) [مریم: ۸۸-۹۵]

أَتُنَبِّئُونَ اللَّـهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ)

"اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیزوں کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالی کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے، ان لوگوں کے شرک سے۔" (43)

اور فرمایا: (وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّـهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ)

---

(43) [یونس:۱۸]

”اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد، جس کے لیے وہ چاہے گا اور سفارش کو پسند کرے گا۔“ (44)

اور فرمایا: (مَن ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ)

”کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔“ (45)

اور فرمایا:

(وَإِن یَمْسَسْكَ اللَّـهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن یُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ)

”اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس

---

(44) [النجم:٢٦]

(45) [البقرة:٢٥٥]

کو دور کرنے والا نہیں ہے اور وہ اگر تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں۔" (46)

اور فرمایا: (مَّا يَفْتَحِ اللَّـهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ)

"اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔" (47)

اور فرمایا: (قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّـهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّـهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ)

---

(46) [یونس:۱۰۷]

(47) [فاطر:۲]

”آپ ان سے کہئیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔“ (48)

قرآن کریم میں اس معنی کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔

## [علماء انبیاے کرام کے وارث ہیں]

البتہ انبیاے کرام کے علاوہ جو مشائخِ علم اور دین کے علماء ہیں، تو اگر کسی شخص نے انہیں رسول ﷺ اورآپ کی امت کے درمیان اس طور پر واسطہ ثابت کیا کہ وہ لوگوں کو (اللہ کے حکم کی) تبلیغ کرتے ہیں، انہیں تعلیم دیتے ہیں اور انہیں ادب

(48) [الزمر:۳۸]

وتہذیب سکھلاتے ہیں اور لوگ ان کی اقتدا کرتے ہیں، تو اس کا یہ عمل درست ہے۔

یہ علماے دین اگر کسی حکم پر اجماع (اتفاق) کر لیں تو ان کا یہ اجماع قطعی حجت اور دلیل ہے (کیونکہ) یہ لوگ ضلالت وگمراہی پر اتفاق نہیں کر سکتے، اور اگر یہ کسی چیز میں اختلاف کر بیٹھیں تو اسے اللہ (کی کتاب) اور اس کے رسول (کی سنت) کی طرف لوٹایا جائے گا؛ کیونکہ ان میں سے کوئی شخص علی الاطلاق (خطاؤں سے) معصوم نہیں ہے، بلکہ سول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر شخص کی بات لی بھی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:((اَلْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، فإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ فَقَدْأَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ))

”علماء، انبیاے کرام کے وارث ہیں، کیونکہ انبیاے کرام نے دینارو درہم (سوناوچاندی) ترکہ میں نہیں چھوڑاہے، بلکہ انہوں نے علم (دین) کی میراث چھوڑی ہے، لہٰذا جس شخص نے اس علم کو حاصل کیا اس نے (اس میراث کا) پوراپورا حصہ حاصل کرلیا۔“ (49)

جس شخص نے ان علما ومشائخ کو اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان اس طرح واسطہ ٹھہرایا۔ جیسے بادشاہ اور اس کی رعایا کے درمیان دربان واسطہ ہوتے ہیں۔ کہ وہی مخلوق کی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ انہیں کے واسطہ سے اپنے بندوں کو ہدایت دیتااور روزی بہم پہنچاتا ہے؛ چنانچہ مخلوق ان سے سوال کرتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے

(49) (ابو داود اور ترمذی نے روایت کیاہے، اور یہ حدیث شواہد کی بناپر حسن ہے)

سوال کرتے ہیں؛ جس طرح کہ بادشاہوں کے پاس واسطہ والے (یعنی درباری وغیرہ) ان سے لوگوں کی ضرورتوں کا سوال کرتے ہیں، کیونکہ یہ درباری حضرات بادشاہ کے قریبی ہوتے ہیں، لہٰذا لوگ ادب کے مارے براہ راست بادشاہ سے سوال کرنے کے بجائے انہی درباریوں سے سوال کرتے ہیں، یا اس لئے کہ واسطوں کے ذریعہ سوال کرنا ان کے لئے بذات خود بادشاہ سے سوال کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے، کیونکہ وہ لوگ ضرورتوں کے طلب گار کی نسبت بادشاہ سے زیادہ قریب ہوتے ہیں!

لہٰذا جس شخص نے انہیں مذکورہ بالا طریقے پر (اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان) واسطہ ثابت کیا، وہ کافرو مشرک ہے، اس سے توبہ کروانا واجب ہے، اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ

اسے قتل کر دیا جائے گا، یہ لوگ اللہ کی تشبیہ دینے والے ہیں، انہوں نے مخلوق کو خالق کے مشابہ قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے شریک ٹھہرایا ہے۔

قرآن کریم کے اندر ایسے لوگوں کی تردید میں اتنی آیتیں ہیں کہ جس کے لئے یہ فتویٰ وسعت نہیں رکھتا۔

## [مردُود واسطوں کی قسمیں]

وہ واسطے جو بادشاہوں اور لوگوں کے مابین ہوتے ہیں وہ تین وجوہ میں سے کسی ایک پر ہوتے ہیں:

ا۔ ان (بادشاہوں) کو لوگوں کے بعض احوال سے آگاہ کرنے کے لئے جسے وہ نہیں جانتے ہیں، اور جس شخص نے یہ بات کہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال کو نہیں جانتا ہے یہاں تک کہ کچھ فرشتے یا انبیاء یا ان کے علاوہ دوسرے لوگ اسے اس کی

خبر دیں، تو ایسا شخص کافر ہے، بلکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تو مخفی اور پوشیدہ چیزوں کی بھی خبر رکھتا ہے، آسمان اور زمین میں کوئی بھی چیز اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے،وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے، مختلف زبانوں اور انواع واقسام کی حاجتوں اور ضرورتوں پر مشتمل آوازوں کے شور کو بھی سنتا ہے، ایک چیز کا سننا اسے دوسری چیز کے سننے سے غافل نہیں کر سکتا، اور نہ ہی سوالوں کی کثرت اسے غلطی میں ڈال سکتی ہے، اور نہ ہی وہ سوال کے اندر الحاح واصرار کرنے والوں کے الحاح واصرار سے اکتاتا ہے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بادشاہ۔ معاونین کی مدد کے بغیر۔ اپنی رعایا کے معاملوں کی تدبیر کرنے اور اپنے دشمنوں کا دفاع کرنے سے عاجز وبے بس ہوتا ہے، لہذا اس کی کمزوری وعاجزی کی وجہ سے اس کے لئے معاونین ومددگاروں کا ہونا ضروری ہے

۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے کمزوری کی وجہ سے کوئی معاون ومددگار اور ولی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّـهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ)

"کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔" (50)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّـهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ

---

(50) [سبا:۲۲]

تَكْبِيرًا)

"اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی کی حمایت کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔" (51)

عالم وجود میں جو بھی اسباب ہیں ان کا وہ خالق، رب اور مالک ہے، لہذا وہ اپنے ماسوا تمام چیزوں سے بے نیاز ہے اور اس کے ماسوا تمام چیزیں اس کی محتاج ہیں، برخلاف بادشاہوں کے جو اپنے مددگاروں اور معاون کاروں کے محتاج ہوتے ہیں، اور درحقیقت وہ بادشاہت کے اندر ان کے شریک وساجھی ہوتے ہیں۔

---

(51) [الاسراء:111]

اور اللہ تعالیٰ کا اس کی بادشاہت میں کوئی شریک وساجھی نہیں ہے، بلکہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ باشاہ کسی خارجی تحریک اور بیرونی دباؤ کے بغیر اپنی رعایا کے مفاد اور ان کے ساتھ احسان وبھلائی اور رحمت ومہربانی کا برتاؤ کرنے کا خواہاں نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا جب بادشاہ سے ایسا شخص مخاطب ہوتا ہے جو اسے وعظ ونصیحت کرتا ہے، یا جو اسے اس کی طرف رہنمائی کرتا ہے ، بایں طور کہ بادشاہ اس سے خوف وامید رکھتا ہے، تو بادشاہ کا عزم وارادہ اپنی رعایا کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حرکت میں آتا ہے، یا تو اس لئے کہ اس کے دل میں وعظ ونصیحت کرنے والے مشیر

کی بات کا اثر پیدا ہوتا ہے، اور یا تو اس وجہ سے کہ رہنمائی کرنے والے کی بات سے اسے رغبت (لالچ) یا رہبت (ڈر) حاصل ہوتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب اور مالک ہے، وہ اپنے بندوں پر ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے کہیں زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور تمام چیزیں اسی کی مشیت سے وقوع پذیر ہوتی ہیں، جس چیز کو اس نے چاہا وہ ہوئی اور جس چیز کو نہیں چاہا وہ نہیں ہوئی، اسی نے بندوں کو آپس میں ایک دوسرے کے لئے نفع بخش بنایا، چنانچہ جس کے نتیجہ میں یہ اس کے ساتھ احسان و بھلائی کرتا ہے، اس کے لئے دعا کرتا ہے اور اس کے بارے میں سفارش کرتا ہے وغیرہ، تو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہیں، اسی نے اس محسن (احسان کرنے والے) اور دعا وسفارش

کرنے والے کے دل میں احسان، دعا اور سفارش کا ارادہ اور جذبہ پیدا کیا۔ اور یہ جائز نہیں ہے کہ کائنات میں کوئی ایسا شخص ہو جو اسے اس کی مراد کی خلاف ورزی پر مجبور کرسکے، یا اسے ایسی چیز بتلائے جسے وہ نہ جانتا رہاہو، یا یہ کہ اس سے رب تعالیٰ خوف اور امید رکھے، اسی لئے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ، وَلَكِنْ لِيَعْزِمْ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّه لَا مُكْرِهَ لَهُ))

”تم میں سے کوئی شخص یہ دعا نہ کرے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ (اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما) بلکہ اسے

عزم کے ساتھ سوال کرنا چاہئے، کیونکہ اسے (یعنی اللہ کو) کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔" (52)

اور وہ سفارشی جو اس کے پاس سفارش کریں گے اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کرسکتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(مَن ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِندَہُ إِلَّا بِإِذْنِہِ)

"کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کرسکے۔" (53)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(وَلَا یَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَیٰ)

"وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو۔" (54)

---

(52) (متفق علیہ)

(53) [البقرۃ:۲۵۵]

(54) [الانبیاء:۲۸]

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّـهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ)

”کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکارلو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ شفاعت (سفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لیے اجازت ہو جائے۔“ (55)

اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ ہر وہ شخص جسے اس (اللہ) کے سوا

(55) [سبا:۲۲،۲۳]

پکارا جاتا ہے نہ تو وہ کسی چیز کا مالک ہے اور نہ ہی اس کا اس میں کوئی حصہ ہے اور نہ ہی وہ مدد گار ہے،اور ان کی شفاعت صرف اسی کو فائدہ دے سکتی ہے جس کے لیے اجازت ہو۔

برخلاف بادشاہوں کے کہ ان کے پاس شفاعت کرنے والا بسا اوقات با اختیار ہوتا ہے، کبھی کبھار بادشاہت کے اندر ان کا شریک ہوتا ہے اور کبھی کبھی تو ان کی بادشاہت پر ان کا معاون ومدد گار بھی ہوتا ہے۔

نیز یہ لوگ بادشاہ کے پاس ان کی اجازت کے بغیر سفارش کرتے ہیں، اور بادشاہ کبھی تو ان کا حاجتمند ہونے کی وجہ سے، کبھی تو ان سے ڈرنے کی وجہ سے اور کبھی کبھار اپنے اوپر ان کے احسان کا بدلہ اور صلہ دینے اور اس پر انہیں انعام واکرام سے نوازتے ہوئے ان کی شفاعت کو قبول کرتا ہے، یہاں تک کہ

اسی وجہ سے وہ اپنی بیوی اور بچے کی سفارش بھی قبول کرتا ہے، کیونکہ وہ بیوی اور بچے کا محتاج ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کی بیوی اور بچے اس سے اعراض کرلیں تو اسے اس کے سبب نقصان پہنچے گا، نیز اپنے غلام (خادم) کی بھی سفارش قبول کرتا ہے، اگر اس کی سفارش قبول نہ کرے تو اسے خوف ہوتا ہے کہ کہیں اس کی اطاعت سے انکار نہ کر بیٹھے، یا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔

بندوں کا آپس میں ایک دوسرے کے پاس سفارش کرنا سب کے سب اسی قسم سے ہے، چنانچہ کوئی شخص کسی کی شفاعت صرف رغبت (کسی لالچ) یا رہبت (کسی ڈر) کی وجہ سے ہی قبول کرتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نہ تو کسی سے کوئی امید رکھتا ہے اور نہ ہی اس سے

ڈرتا ہے اور نہ ہی کسی کا وہ محتاج ہے، بلکہ وہ ہر چیز سے بے نیاز اور مستغنی ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(أَلَا إِنَّ لِلَّـهِ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ شُرَكَاءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ)

”یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یہ سب اللہ ہی کے ہیں اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کو پکارتے ہیں وہ تو صرف وہم و گمان پیروی کر رہے ہیں، اور محض اٹکلیں لگا رہے ہیں۔“ (56)

یہاں تک کہ فرمایا:

(قَالُوا اتَّخَذَ اللَّـهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ)

---

(56) [یونس:٦٦]

”وہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ سبحان اللہ! وہ تو کسی کا محتاج نہیں اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔“ (57)

اور مشرکین اسی جنس سے سفارشی بناتے ہیں جسے وہ سفارش شمار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَـٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّـهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّـهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ)

”اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ

(57) [یونس:٦٨]

اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیزوں کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔“ (58)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّـهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ)

”پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے گم ہو گئے، (بلکہ دراصل) یہ ان کا محض جھوٹ اور (بالکل) بہتان تھا۔“ (59)

---

(58) [یونس:۱۸]

(59) [الاحقاف:۲۸]

اور مشرکوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا:

(مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّـهِ زُلْفَىٰ)

”ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔“ (60)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ)

”اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔“ (61)

---

(60) [الزمر:۳]

(61) [آل عمران:۸۰]

## [ صحیح اور باطل سفارش]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو، لیکن نہ تو وہ تم سے تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ

رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔" [62]

اللہ تعالی نے یہ خبر دی ہے کہ اس کے ماسوا جنہیں پکارا جاتا ہے وہ نہ تو تکلیف دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بدل سکتے ہیں، بلکہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی قربت تلاش کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ سبحانہ نے اس چیز کی نفی کر دی جو انہوں نے فرشتوں اور انبیا کے لئے ثابت کی تھی سوائے اس بات کے کہ وہ اللہ کی اجازت سے سفارش کر سکتے ہیں، اور شفاعت (سفارش) سے مراد دعا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلوق کا آپس میں ایک دوسرے کے

---

(62) [الاسراء:٥٦،٥٧]

لئے دعا کرنا نفع بخش ہے، اور اللہ نے اس کا حکم بھی دیا ہے۔
لیکن دعا کرنے والے سفارشی کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس
بارے میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر دعا اور سفارش کرے،
چنانچہ وہ ایسی سفارش نہیں کر سکتا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا
ہے، مثلاً مشرکین کے لئے سفارش کرنا اور ان کے لئے مغفرت
کی دعا کرنا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
(مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ
كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ
الْجَحِيمِ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ
وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّـهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ)
”پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے
لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر
کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔ اور ابراہیم

(علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت کرنا وہ صرف وعدہ کے سبب تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے۔" (63)

اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا:

(سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّـهُ لَهُمْ)

"ان کے حق میں آپ کا استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔" (64)

اور صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مشرکوں اور منافقوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے منع

(63) [التوبۃ:۱۱۳۔۱۱۴]

(64) [المنافقون:۶]

فرمایاہے، اور یہ خبر دی ہے کہ وہ انہیں نہیں بخشے گا، جیسا کہ اس کے اس فرمان میں ہے:

(إِنَّ اللَّـهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ )

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔" (65)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّـهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ)

"ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کے جنازے کی ہر گز نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ یہ اللہ اور اس کے

---

(65) [النساء:۴۸]

رسول کے منکر ہیں اور مرتے دم تک بدکار اور بے اطاعت رہے ہیں۔" (66)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ)

"تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔" (67)

یعنی دعا کے اندر حد سے تجاوز کر جائیں۔

دعا کے اندر حد سے تجاوز کرنے میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ بندہ ایسی چیز کا سوال کرے جسے رب تعالیٰ کرنے والا نہیں ہے، مثلاً وہ انبیاے کرام کے مقام و مرتبے کا سوال کرے حالانکہ وہ

---

(66) [التوبۃ:۸۴]

(67) [الأعراف:۵۵]

نبیوں میں سے نہیں ہے، یا مشرکین وغیرہ کے لئے مغفرت کا سوال کرے وغیرہ، یا ایسی چیز کا سوال کرے جس کے اندر اللہ عزوجل کی معصیت ونافرمانی ہے، مثلاً کفر، فسق وفجور اور نافرمانی کے کاموں پر مدد طلب کرنا، لہٰذا سفارش کرنے والا جسے اللہ تعالیٰ نے سفارش کی اجازت عطا کی ہے،اس کی شفاعت (سفارش) ایسی دعا کے اندر ہوگی جس کے اندر سرکشی اور حد سے تجاوز نہ ہو،اور ان میں سے اگر کسی نے ایسی دعا مانگی جو اس کے لئے درست اور زیبا نہیں ہے تو اسے اس پر برقرار نہیں رکھا جائے گا، کیونکہ وہ اس بات سے معصوم ہیں کہ انہیں ایسی چیز پر برقرار رکھا جائے، جیسا کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا: (إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ)

”(میرے رب!) میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے، یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے۔“ (68)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ)

”اے نوح! یقیناًوہ آپ گھرانے سے نہیں ہے، اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں، لہٰذا آپ ایسا سوال نہ کیجئے جس کا آپ کو علم نہ ہو، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے نہ

---

(68) [ھود:۴۵]

ہو جایئے۔ نوح نے کہا میرے پالنہار !میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں خسارہ پانے والے میں ہو جاؤں گا۔" (69)

اور ہر دعا اور سفارش کرنے والا جو اللہ تعالیٰ سے دعا اور سفارش کرتا ہے، اس کی دعا اور سفارش اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر اور مشیت سے ہی انجام پذیر ہوتی ہے، اور اسی کی ذات ہے جو دعا اور شفاعت کو قبول کرتی ہے، اسی نے سبب اور مسبب کو پیدا کیا ہے اور دعا بھی ان جملہ اسباب میں سے ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔

---

(69) [ھود:۴۶،۴۷]

## [اسباب کی مقدار]

اور جب بات ایسی ہے تو اسباب کی طرف توجہ کرنا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شرک ہے، اور اسباب کو اسباب تسلیم نہ کرنا ایک طرح سے عقل کے اندر کوتاہی اور کمی ہے، اور سرے سے اسباب ہی اختیار نہ کرنے سے شریعت کے اندر قدح وطعن لازم آتا ہے۔

بلکہ ضروری ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ کرے، اسی سے دعا کرے، اسی سے مانگے اوراسی کی طرف رغبت کرے، اوراللہ تعالیٰ اس کے لئے مخلوق کی دعا وغیرہ سے جو اسباب چاہتاہے مقدر فرمادیتاہے۔

**دعاکامشروع طریقہ یہ ہے کہ اعلی شخص، ادنیٰ کے لئے اور ادنیٰ شخص، اعلیٰ کے لئے دعاکرے،** چنانچہ انبیاے کرام سے دعا اور

شفاعت طلب کی جاتی ہے، جیسا کہ مسلمان نبی ﷺ سے استسقاء میں سفارش طلب کرتے تھے اور آپ سے دعا کرواتے تھے، بلکہ اسی طرح آپ ﷺ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں نے آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کے ذریعہ بارش طلب کی، نیز لوگ قیامت کے دن انبیاے کرام اور محمد ﷺ سے شفاعت طلب کریں گے، اور آپ تمام شفاعت کرنے والوں کے سردار ہیں اور آپ ﷺ کو مخصوص شفاعتیں حاصل ہیں، لیکن اس کے باوجود بخاری و مسلم میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((إِذَا سَمِعْتُمِ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا دَرجةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ ذلك العبد فَمَنْ

سَأَلَ اللّٰہَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ شفاعتي يوم القيامةِ ))

”جب تم موذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا، پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو، یہ جنت کے اندر ایک درجہ (مقام و مرتبہ) ہے جو اللہ کے کسی ایک بندے ہی کے لئے مناسب ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، لہٰذا جس نے اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کیا، قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔“ (70)

اور آپ ﷺ نے حضرت عمر سے جب انہوں نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا:((يَا أَخِي لا

---

(70) (بخاری و مسلم)

تَنْسنَي مِنْ دُعَائِكَ))

"اے میرے بھائی! اپنی دعا میں مجھے مت بھولنا۔" (71)

چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی امت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ آپ کے لئے دعا کریں، لیکن یہ ان سے سوال کرنے کی قسم سے نہیں ہے، بلکہ آپ نے انہیں اس کا حکم دیا ہے جس طرح کہ آپ نے انہیں دیگر طاعتوں کا حکم فرمایا ہے جس پر انہیں ثواب ملتا ہے، حالانکہ جو کچھ بھی وہ عمل کرتے ہیں اس میں ان کے اجر کے مثل آپ ﷺ کے لئے بھی اجر وثواب ہے؛ کیونکہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى،كَانَ لَهُ مِنْ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، من غير أن يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا،وَمَنْ

---

(71) (اسے احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور اس میں عاصم بن عبید اللہ ضعیف ہیں)، (اور ابو داود میں ہے لاتنسنا یا اُخی من دعائک) میرے بھائی مجھے اپنے دعا میں یاد رکھنا"۔

دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنْ الوزر مِثْلُ أوزار مَنْ تَبِعَهُ، من غير أن يَنْقُصُ مِنْ أوزارهم شَيْئًا))

”جس نے ہدایت اور صحیح راہ کی دعوت دی، اس کے لئے اسی قدر اجر وثواب ہے جس قدر اس کی اتباع کرنے والوں کے لئے ہے، اور اس (داعی کے اجر) سے ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی، اور جس نے ضلالت اور گمراہی کی طرف بلایا اس کے لئے اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس پر چلنے والوں کے لئے گناہ ہے، اس سے ان کے گناہ میں کمی نہ ہوگی۔“ (72)

اور نبی ﷺ امت کو ہر ہدایت اور صحیح راستے کی طرف دعوت دینے والے ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کے لئے ہر اس چیز میں جس میں وہ آپ کی اتباع اور پیروی کرتے ہیں ان کے مثل

---

(72) (مسلم)

اجر وثواب ہے۔

اسی طرح جب وہ آپ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اورآپ کو ان کے مثل اجر وثواب ملتا ہے ،مزید بر آں اللہ تعالی آپ ﷺ کے حق میں ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، پس اس دعا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کا اجر وثواب عطا کیا ہے، اور اس کی وجہ سے آپ کو جو نفع اور فائدہ حاصل ہوا وہ آپ پر اللہ کی ایک نعمت قرار پائی۔

اور صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

(دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ : آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ ))

"مسلمان شخص کا اپنے بھائی کے حق میں غائبانہ دعا کرنا مقبول ومستجاب ہے، اس کے سرہانے ایک فرشتہ مامور ہوتا ہے، جب

بھی وہ اپنے بھائی کے لئے خیر و بھلائی کی دعا کرتا ہے تو اس پر مامور فرشتہ کہتا ہے: آمین، اور تجھے بھی اسی کی طرح خیر و بھلائی ملے۔" (73)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

((إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً ؛ دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ))

"سب سے جلد قبول ہونے والی دعا کسی غائب کا کسی غائب کے لئے دعا کرنا ہے۔" (74)

معلوم ہوا کہ غیر کے لئے دعا کرنے سے داعی (دعا کرنے والا) اور مدعو (جس کے لئے دعا کی جارہی ہے) دونوں کا فائدہ ہوتا ہے، اگرچہ داعی کا مقام و مرتبہ مدعو سے کم ہو، چنانچہ مومن کی

---

(73) (مسلم)

(74) (اسے ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے، اور اس میں عبد الرحمن بن زیاد افریقی ضعیف ہے)

اپنے بھائی کے لئے دعا سے داعی اور مدعو دونوں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سو جس نے اپنے بھائی سے کہا: میرے لئے دعا کیجئے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ دونوں کو فائدہ پہنچے تو وہ اور اس کا بھائی دونوں نیکی و تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں، کیونکہ اس نے مسؤول کو متنبہ کیا ہے اور اسے ایسی چیز کا مشورہ دیا ہے جو دونوں کے لئے سود مند ہے، اور مسؤول نے اس کام کو انجام دیا جس میں دونوں کے لئے فائدہ ہے، اس کی حیثیت اس شخص کی طرح ہے جو دوسرے کو نیکی اور تقویٰ کا حکم دیتا ہے، تو مامور کو اس کام کے کرنے پر ثواب ملتا ہے، اور حکم دینے والے کو بھی اسی کے مثل اجر و ثواب ملتا ہے، کیونکہ اس نے اس کی طرف دعوت دی ہے، خاص طور سے بعض دعاؤں کا بندے کو حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ)

"اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔" (75)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو استغفار کا حکم دیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(لَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّـهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّـهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا)

"اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتے، تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔" (76)

---

(75) [محمد:۱۹]

(76) [النساء:۶۴]

اس آیت میں اللہ سبحانہ نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور رسول ﷺ بھی ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اور یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا ہے، جیسا کہ آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے دعاے مغفرت کریں، اور اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو اس بات کا حکم نہیں دیا ہے کہ وہ کسی مخلوق سے کوئی ایسا سوال کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم نہیں دیا ہے، بلکہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے بندے کو واجبی یا استحبابی حکم دیا ہے اس کا بجالانا اللہ تعالیٰ کی عبادت، اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت ہے، اور اس کے کرنے والے کے لئے بہتری وبھلائی اور اس کے اندر نیکی کی علامت ہے۔ اوراس کا اس فعل کو انجام دے لینا اس پر اللہ

تعالیٰ کے عظیم ترین احسان اور انعام واکرام میں سے ہے، بلکہ سب سے عظیم نعمت جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نوازا ہے وہ یہ ہے کہ انہیں ایمان کی ہدایت سے سرفراز کیا۔

ایمان قول و عمل کا نام ہے جو نیکیوں اور طاعت کے ذریعہ بڑھتا رہتا ہے، اور جتنا ہی زیادہ بندہ کار خیر کرے گا اتنا ہی اس کے ایمان میں اضافہ ہو گا۔ اور یہی وہ حقیقی انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں مذکور ہے:

(صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ)

"ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔" [77]

(وَمَن يُطِعِ اللَّـهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّـهُ عَلَيْهِم)

---

(77) [الفاتحۃ:۷]

"اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالی نے انعام کیاہے۔" (78)

## [نعمتِ دین ودنیا]

بلکہ دین کے بغیر دنیا کی نعمتیں کیا نعمت ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں ہمارے اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر علماء کے دو مشہورا قوال ہیں، اور تحقیقی بات یہ ہے کہ وہ ایک اعتبار سے نعمت ہے، اگرچہ دوسرے اعتبار سے وہ مکمل نعمت نہیں ہے۔

البتہ دین کی نعمت جس کا طلب کرنا لائق وسزاوار ہے، وہ وہ واجب اور مستحب امور ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے، چنانچہ وہی وہ خیر اور بھلائی ہے جس کا طلب کرنا مسلمانوں کی

(78) [النساء:٦٩]

اتفاق رائے سے سزاوار اور مناسب ہے اور اہل سنت کے نزدیک وہی حقیقی نعمت ہے؛ کیونکہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات نے ہی کار خیر کرنے کی نعمت (توفیق) سے نوازا ہے، اور قدریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس پر محض قدرت سے نوازا ہے جو دونوں ضد کے لیے درست ہے۔(یعنی اللہ تعالیٰ نے صرف کام کرنے کی قدرت عطا کی ہے،اب انسان چاہے اس سے کار خیر کرے یا شر کے کام کرے،اس میں اللہ کی توفیق کا کوئی دخل نہیں ہے،یہ قدریہ کا عقیدہ ہے۔

یہاں پر مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو اس بات کا حکم نہیں دیا ہے کہ وہ کسی مخلوق سے کوئی سوال کرے مگر صرف اس صورت میں کہ اس کے اندر اس مخلوق کے لئے کوئی مصلحت ہو، یا تو وہ کوئی واجب (مصلحت) ہو یا مستحب، کیونکہ

اللہ سبحانہ بندے سے صرف اسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے، پھر بھلا بتلایئے کہ وہ اپنے ماسوا کو اس بات کا حکم کیسے دے سکتا ہے کہ اس سے اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کا مطالبہ کیا جائے؟ بلکہ اس نے بندہ پر اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ کسی بندہ سے اس کا مال مانگے الا یہ کہ کوئی ضرورت در پیش ہو۔

اور اگر اس کا قصد وارادہ مامور کی مصلحت یا خود اپنی اور مامور دونوں کی مصلحت ہو تو اس کو اس پر ثواب ملے گا، اور اگر اس کا مقصد صرف اپنا مطلب حاصل کرنا ہو مامور کے فائدے کا کوئی قصد وارادہ نہ ہو، تو اس میں اس نے صرف اپنے نفس کا خیال رکھا ہے (یہ خود غرضی ہے)۔ اس طرح کے سوال کا اللہ تعالیٰ کبھی بھی حکم نہیں دیتا، بلکہ اس سے منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ مخلوق سے سوال محض ہے اس میں اس کے نفع اور مصلحت کا

خیال نہیں رکھا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ تو ہمیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں اور اس کی طرف رغبت کریں، نیز ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اس کے بندوں کے ساتھ احسان و بھلائی کریں، اور اس شخص نے ان دونوں میں سے کسی بھی چیز کا قصد نہیں کیا ہے، چنانچہ اس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت اور دعا یعنی نماز کا قصد کیا اور نہ ہی مخلوق کے ساتھ احسان و بھلائی یعنی زکوٰۃ کا قصد کیا، گو کہ یہ اور بات ہے کہ بندہ اس طرح کے سوال سے ہو سکتا ہے گناہگار نہ ہو، لیکن بندہ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور جس چیز کی اسے اجازت (رخصت) دی گئی ہے دونوں میں فرق ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اس حدیث میں جس میں ستر ہزار لوگوں کے بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے

آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا ہے:

((أَنَّهُمْ لَا يَسْتَرْقُونَ))

"وہ لوگ رقیہ (جھاڑ پھونک) نہیں کرواتے ہیں۔"

اگرچہ رقیہ (جھاڑ پھونک) کروانا جائز ہے، اوراس کا تفصیلی ذکر ہم نے دوسری جگہ کیا ہے۔

## [واسطے اور شرک]

یہاں پر مقصود بیان یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین اسی طرح واسطہ ٹھہرایا جس طرح بادشاہوں اور رعایا کے مابین واسطے ہوتے ہیں، تو وہ مشرک ہے، بلکہ اس کا دین بت پرست مشرکین کا دین ہے جو کہا کرتے تھے کہ: یہ انبیاے کرام اور صالحین کے مجسمے ہیں، اور یہ وسائل اور ذرائع ہیں جن کے ذریعہ وہ اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں، اور یہ اسی

شرک کی قسم سے ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں پر نکیر فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا:

(اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّـهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَـٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ)

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔“ (79)

اور فرمایا: (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ)

---

(79) [التوبۃ:۳۱]

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔ اس لئے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“ (80)

یعنی جب میں انہیں امر و نہی کے ذریعہ دعوت دوں تو اس پر لبیک کہیں، اور اس بات پر ایمان رکھیں کہ میں سوال اور تضرع و گریہ وزاری کے ساتھ کی جانے والی ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔

اور فرمایا: (فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب)

”پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار

(80) [البقرة:١٨٦]

ہی کی طرف دل لگا۔'' (81)

اور فرمایا:

(وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ )

''اور جب تمھیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا وہ تمام معبود جنہیں تم پکارتے رہے تھے گم ہو جاتے ہیں۔'' (82)

اور فرمایا:

(أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ) ''کون ہے جو بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے، قبول کرتا ہے اور سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور

---

(81) [الانشراح:۷،۸]

(82) [الاسراء:۶۷]

تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔" (83)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(يَسْأَلُهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ)

"سب آسمان وزمین والے اسی سے مانگتے ہیں۔ ہر روز (ہر وقت) وہ ایک شان میں ہے۔" (84)

اللہ تعالیٰ نے اس توحید کو اپنی کتاب میں بخوبی بیان کیا ہے اور اپنے ساتھ شرک کئے جانے کی جڑوں کو بالکل کاٹ دیا ہے تاکہ کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی سے خوف وڈر محسوس نہ کرے، اس کے سوا کسی اور سے امید وابستہ نہ رکھے اور صرف اسی پر توکل واعتماد رکھے۔

---

(83) [النمل:٦٢]

(84) [الرحمن:٢٩]

## [خشیت صرف اللہ کے لیے ہونا چاہیے]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا )

”اب تمہیں چاہئے کہ لوگوں سے نہ ڈرو، صرف میرا ڈر رکھو اور میری آیتوں کو تھوڑے تھوڑے مول پر نہ بیچو۔“ (85)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ)

”یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو(تمہیں) اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔اگر تم مومن ہو تو ان کافروں سے نہ

---

(85) [المائدہ:۴۴]

ڈرو اور میرا خوف رکھو۔" (86)

اور فرمایا: (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّـهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً )

"کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم کیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ پھر جب انہیں جہاد کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگی جیسے اللہ تعالی کا ڈر ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔" (87)

اور فرمایا:

---

(86) [آل عمران:۱۷۵]

(87) [النساء:۷۷]

(إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّـهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّـهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّـهَ)

”اللہ کی مسجدوں کی رونق وآبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔“ (88)

اور فرمایا:

(وَمَن يُطِعِ اللَّـهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّـهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ)

”جو بھی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی فرماں برداری کرے، اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے، وہی لوگ کامیاب

(88) [التوبۃ:۱۸]

ہونے والے ہیں۔" (89)

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی ہے، البتہ خوف وخشیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّـهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّـهُ سَيُؤْتِينَا اللَّـهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ)

"اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی۔" (90)

اور اسی کے مثل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

---

(89) [النور:۵۲]

(90) [التوبۃ:۵۹]

(الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّـهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ)

وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔" (91)

## [ رسول ﷺ توحید کی تقاضوں کو پورا کرتے ہیں]

نبی ﷺ اپنی امت کے لئے اس توحید کی تکمیل کرتے تھے، اور ان سے شرک کی جڑوں کو کاٹتے تھے، کیونکہ یہی ہمارے قول: لا اِلہ اِلا اللہ کی تحقیق و تکمیل ہے، کیونکہ الہ وہ ذات ہے

(91) [آل عمران:۱۷۳]

جس کی دل محبت و تعظیم، اجلال و اکرام اور امید وخوف کے ساتھ بندگی کرے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے کہا: ((لَا تَقُولُوا:مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَلَكِنْ قُولُوا : مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ ))

"تم یہ نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہیں، بلکہ اس طرح کہو: جو اللہ چاہے، پھر محمد (ﷺ) چاہیں۔" (92)

نیز ایک مرتبہ آپ ﷺ سے ایک آدمی نے کہا: مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ یعنی جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں، تو آپ نے فرمایا: ((أَجَعَلْتَنِي لِلّٰہِ نِدّاً ؟!قُلْ : مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہُ ))

"کیا تو نے مجھے اللہ تعالی کا شریک بنادیا؟ (بلکہ) یہ کہہ کہ جو صرف اللہ تعالیٰ چاہے۔" (93)

---

(92) (صحیح ہے، اسے احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے)

(93) (اسے احمد نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

اور فرمایا:

((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ ))

”جس شخص کو قسم کھانا ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔“ (94)

اور فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ))

”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔“ (95)

اور ابن عباسؓ سے فرمایا:

((إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ، جَفَّ القلمُ بما أنتَ لاقٍ، فلو جَهَدتِ الخليقَةُ على أن تنْفعك لم تنفعُك إِلَّا بِشَيْءٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، ولو جَهدَتْ

---

(94) (بخاری و مسلم)

(95) ( صحیح ہے اسے احمد نے مسند میں روایت کیا ہے )

أن تضرُّک لم تضرُّک إِلَّا بِشَيْءٍ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ))

”جب تو سوال کر تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر، اور جب مدد مانگ تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ، قلم اس چیز (کے لکھنے) سے خشک (بند) ہو چکا ہے جس سے تیرا سامنا ہونے والا ہے، پس اگر پوری مخلوق تجھے نفع پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالے تو تجھے وہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی ہے سوائے اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ رکھی ہے، اور اگر تجھے نقصان پہنچانے کی تمام کوشش صرف کر ڈالے تو تجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھی ہے۔“ (96)

نیز فرمایا:

((لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ،

(96) (اسے ترمذی نے روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے)

فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فقُولوا: عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُولُهُ))

"تم میری تعریف میں غلو کر کے مجھے میرے حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسی بن مریمؑ کو حد سے بڑھا دیا (یہاں تک کہ انہیں اللہ کا بیٹا بناڈالا) کیونکہ میں محض اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔" (97)

اور فرمایا: ((اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلُ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ))

"اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا کی جائے۔" (98)

اور فرمایا: ((لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ ))

"میری قبر کو عید (میلا ٹھیلا) نہ بنانا، اور مجھ پر درود بھیجتے رہنا

---

(97) (بخاری)

(98) (احمد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

کیونکہ تمہارادرود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی رہو۔“

(99)

اور آپ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

”یہود ونصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیں“۔ آپ ان کے کردار سے لوگوں کو ڈراتے تھے۔عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر یہ خوف نہ ہوتا (کہ آپ کی قبر کو بھی مسجد بنالی جائے گی) تو آپ کی قبر بھی ظاہر

---

(99) (ابوداود نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

رکھی جاتی، لیکن آپ نے اس کے مسجد بنائے جانے کو ناپسند کیا ۔" (100)

یہ ایک وسیع باب ہے۔

مومن اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا رب اور مالک ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب کا انکار نہیں کرسکتا، جیسا کہ اس نے بارش کو پیڑ پودوں کے اگانے کا سبب قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(وَمَا أَنزَلَ اللَّـهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ)

"اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ کردیا

(100) (متفق علیہ)

اور اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دیا۔" (101)

اور جیسا کہ سورج اور چاند کو اس چیز کا سبب قرار دیا جسے ان کے ذریعہ پیدا کرتا ہے، اور جس طرح کہ شفاعت اور دعا کو اس چیز کا سبب قرار دیا ہے جسے ان کے ذریعہ پورا کرتا ہے، مثلاً میت کے جنازہ پر مسلمانوں کا نماز پڑھنا، یہ ان اسباب میں سے ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میت پر رحم فرماتا ہے اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھنے والوں کو اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔

## [ مشروع اور غیر مشروع اسباب ]

لیکن اسباب کے متعلق تین امور کا جاننا ضروری ہے:

پہلا امر: کوئی معین سبب (بذات خود) مستقل طور پر مطلوب کو نہیں حاصل کر سکتا، بلکہ اس کے ساتھ دیگر اسباب کا ہونا

---

(101) [البقرۃ:۱۶۴]

ضروری ہے، نیز اس کے باوجود اس کے کچھ موانع بھی ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اسباب کی تکمیل نہ کرے اور موانع کو دور نہ کرے تو مقصود حاصل نہ ہو، اور اللہ سبحانہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اگرچہ لوگ اسے نہ چاہیں، اور جو لوگ چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا ہے الا یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ چاہے۔

دوسرا امر: اس بات کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے کہ کوئی چیز بغیر علم کے سبب ہے، لہٰذا جس نے کسی چیز کو بغیر علم کے سبب ثابت کیا یا (ایسی چیز کو سبب قرار دیا) جو شریعت کے مخالف ہو تو وہ (سبب) باطل ہے، مثال کے طور پر جو یہ گمان کیا جاتا ہے کہ نذر ماننا بلا کے ٹالنے اور نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے سبب ہے۔

حالانکہ صحیحین میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے:

((إِنَّهُ لَا يأْتِي بِخَيْرٍ، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ))

"وہ (نذر) کسی خیر و بھلائی کو جنم نہیں دیتی ہے، بلکہ اس کے ذریعہ تو محض بخیل سے (اس کے مال کو) نکلوایا جاتا ہے۔"

تیسرا امر: دینی اعمال میں سے کسی بھی چیز کو سبب بنانا جائز نہیں ہے الا یہ کہ وہ مشروع ہو، کیونکہ عبادتوں کا دارومدار توقیف (اللہ اور اس کے رسول کے فرمان) پر ہے، لہٰذا کسی انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی ٹھہرائے اور غیر اللہ کو پکارنے لگے ، اگرچہ اس کا گمان یہ ہو کہ یہ عمل اس کے بعض اغراض ومقاصد کے حصول کا سبب ہے۔

اسی لئے شریعت کی مخالف بدعتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ اگرچہ اس کے بارے میں اس کا ظن وگمان ہو۔ کیونکہ شیاطین کبھی کبھی مشرک آدمی کی بھی اس کے بعض اغراض ومقاصد کے حصول میں مدد کرتے ہیں۔

اور کبھی کبھار کفر، فسق وفجور اور نافرمانی سے بھی انسان کے بعض اغراض ومقاصد حاصل ہوجاتے ہیں، لیکن اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی خرابی اور برائی، اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی مصلحت سے کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ رسول ﷺ کی بعثت مصالح کی تحصیل اور تکمیل کے لئے اور مفاسد کے ازالہ اور اسے کم کرنے کے لئے ہوئی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حکم دیا ہے اس کی مصلحت غالب اورزیادہ ہے، اور جس چیز سے منع فرمایا ہے اس کا نقصان اور برائی زیادہ اور غالب ہے، اور ان جملوں کی تفصیل ہے جس کے لئے یہ چند اوراق کافی نہیں ہیں۔ (102)

واللہ أعلم۔

والحمد للہ وحدہ، وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ وسلم،

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

محتاجِ دُعا: (عطاء الرحمن ضیاء اللہ)*

*atazia75@hotmail.com

(102) (دیکھئے: مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ج۱، ص۱۲۱)